بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

ملک کے انتخابات بحمداللہ بڑے امن دامان کے ساتھ اپنے مقررہ اوقات میں عمل میں آئے، اور یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ عوام نے اپنی پسند اور اعتماد سے اپنے صحیح رہنماؤں کو ووٹ دیئے، انتخابات کے نتائج اس بات کے گواہ ہیں کہ عوام جمہوری حکومت قائم کرنے میں متفق ہیں، اور وہ بلند و بالا دعادی کا لحاظ کئے بغیر یہ چاہتے ہیں کہ ملک میں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے عوام کی حکومت قائم ہو، اور ایسے سرمایہ داروں اور رہنماؤں سے جو کبھی عہد ماضی میں اپنے عہد و بیان کا لحاظ نہ رکھ سکے تھے اور دوسرے با اقتدار اربابِ حل وعقد کے ساتھ مل کر سرمایہ داری اور استحصال کے ارتکاب سے اپنا دامن نہ بچا سکے تھے، گذشتہ انتخابات میں سرے سے کوئی رعایت نہیں برتی گئی۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عوامی لیگ کے رہنما جناب شیخ مجیب الرحمٰن اور پاکستان پیپلز پارٹی کے سربراہ جناب ذوالفقار علی بھٹو اقتدار حاصل کرنے کے بعد اپنے وعدوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے، اور عوام کی مشکلات کا حل تلاش کرنے میں کوئی کوتاہی نہ کریں گے، عوام کے مصائب اور ان کی تکلیفوں کا اندازہ صحیح طور پر عوام کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے سربراہ ہی لگا سکتے ہیں، سرزمین پاک میں رہ کر جو لوگ شب و روز مغربی ثقافت اور مغربی طرزِ زندگی کو اپنا طرۂ امتیاز سمجھتے رہے ہیں وہ عوام کے مصائب اور غریب پاکستانیوں کے ضروری مسائل کے حل کی فکر کیسے کر سکتے ہیں؟ انہیں عیش و تنعم سے فرصت کب ملتی ہے؟ اقتصادی پریشان حالی روزمرہ کی بات ہے، اور ملک کے دونوں حصے بے روزگاری اور اشیاء کی گرانی کا شکار ہیں، اس پر طرہ یہ کہ بدقسمتی سے مشرقی پاکستان بحری طوفان، طغیانی اور دوسرے مصائب و آلام کی آماجگاہ بنا ہوا ہے، اور پھر دریائے گنگا کا رخ پھیر کر ہمارے پڑوسی ملک نے ارباب

حل وعقد مشرقی پاکستان کو مزید مشکلات میں جان بوجھ کر مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے نازک دَور میں اللہ ہی حافظ و ناصر ہے، اور یہ اسی کا فضل و کرم ہے کہ اس ابتلاء و آزمائش کے وقت اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کے ملکوں کو مشرقی پاکستان کے بھائیوں کی مدد و تعاون کے لئے آمادہ کر دیا، اور سارے دوست اور بہی خواہ ملکوں کے نمائندے بڑی دریا دلی کے ساتھ امدادی سامان لے کر طوفان زدہ علاقوں تک پہنچ گئے، محترم المقام صدر جناب یحییٰ خان کی توجہ اور التفات سے بحمداللہ اس سماوی آفت سے بچنے کے لئے مختلف منصوبے عمل میں لائے جا رہے ہیں۔

سنہ ۱۹۷۱ء کا سال پاکستان کے لئے بڑی امیدوں کا سال آیا ہے، فلاکت زدہ غریب لوگوں کی آزمائش و ابتلاء، عروج تک پہنچنے کے بعد ایسے دَور کا آغاز ہوا چاہتا ہے کہ ملک میں صحیح قسم کی جمہوری حکومت قائم ہونے کو ہے۔ اور عوام کے نمائندے عوام کی خوشحالی اور فارغ البالی کی خاطر ایسے قوانین وضع کرنے کے منصوبے میں ہیں، جن پر عمل کرنے سے ملکی استحکام کے ساتھ ساتھ معقول طور پر ساری مشکلات کا حل ممکن ہو سکے گا۔

چودہ سو سال پیشتر اسلام نے جس انقلاب کی ابتدا کی، اور جن تعلیمات کو عام کرنے کے لئے اسلام ظہور پذیر ہوا، ان کا مقصد یہی تھا کہ سارے لوگوں کو ایک سطح پر مساوات کا گرویدہ بنایا جائے، اور ہمدردی اور ایثار و قربانی کو اسلام کے پیرو کار اپنا لائحہ عمل بنائیں تاکہ لوگوں کے حقوق محفوظ ہو جائیں اور کسی کو کسی پر دست درازی کا خیال نہ آئے۔ خود بھی جئیں اور دوسروں کو بھی اپنی طرح جینے دیں۔ جب تک اہلِ اسلام ان تعلیمات پر کاربند رہے، ان کا بول بالا رہا اور ایشیا و افریقہ اور یورپ کے ہر گوشے میں ان کی ثقافت و تہذیب کا اثر غالب رہا، جب دوسرے مذاہب والے خصوصاً عیسائی اور یہودی مسلمانوں کے فضائل و اخلاق سے پوری طرح آگاہ ہوئے تو انھوں نے اہلِ اسلام کے دینی افکار و اعمال کو ان کی کامیابی و ہر دلعزیزی کی کلید سمجھا، اور اپنے عقاید پر بظاہر قائم و برقرار رہتے ہوئے اسلامی تعلیمات کی خصوصیتوں کو ذہن نشین کرتے ہوئے مسلمانوں کے فضائل و محاسن کو اپنا کر چار دانگِ عالم میں ترقی و بہبودی کے ڈنکے بجانے لگے۔ اور اس طرح آہستہ آہستہ خود اسلامی ممالک پر اپنا اقتدار قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ بیسویں صدی میں مسلمان خوابِ غفلت سے بیدار ہوئے، تو یہ احساس کرنے لگے کہ

ترقی و بہبود کے لئے مغربی ثقافت کو اپنانا ضروری و لابدی ہے، یہ خیال اس قدر بڑھتا گیا کہ اب سارا اسلامی عالم اسی ثقافت کے رنگ میں رنگا ہُوا ہے۔ پاکستان کے مسلمان اپنی مذہبی روح کو اپنے زعم میں غیر اسلامی آلائشوں سے پاک سمجھتے تھے، اور اپنی برتری کے راگ الاپتے تھے، مگر سرمایہ دار ملکوں کی اعانت سے یہاں کے لوگ بھی سرمایہ داری کے جال میں پھنستے گئے اور آج ایسے پھنسے ہیں کہ اپنی زندگی قائم رکھنے میں دوسروں کے محتاج و دستِ نگر ہو کر رہ گئے ہیں۔ پہلی، دوسری اور تیسری پنج سالہ منصوبہ بندیوں نے ان کی ذہنی صلاحیتوں کو اس طرح ڈھال دیا ہے کہ آج ملک کے شعبۂ نشر و اشاعت کی ساری توجہ انگریزی تہذیب و تمدن اور انگریزی زبان کی ترویج و اشاعت پر مرکوز ہو کر رہ گئی ہے۔

ہمارے یہاں کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے بیشتر پروگرام آپ کو یقین دلائیں گے کہ شائد مسلمانوں کی اپنی کوئی ثقافت نہیں اور ساری ترقی اس بات پر موقوف ہے کہ ہم ان کے تراجم اور ان کی اصطلاحات کو اپنائیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ ان کی سرگرمیوں کی بدولت آج ہماری زبان و ادب اور زندگی میں مغربی طرزِ تمدن اور امریکی و یورپی افکار ہر ہر گام پر دخیل ہیں، ہماری تعلیم گاہوں میں ان کا عمل دخل تقریباً دو صدیوں سے جاری و ساری ہے۔

ان حالات میں یہ خیال کرنا کہ ہمارے نوجوانوں میں اسلام اور اسلامی تعلیمات سے بیگانگی کے ساتھ ساتھ بیزاری بڑھتی جاتی ہے، نیز یہ احساس کہ اہلِ پاکستان اسلامی تعلیمات و روایات کو زندہ رکھنے کے لئے برصغیر کی تقسیم کے ہمنوا ہوئے تھے اور اپنا سب کچھ قربان کر کے پاکستان کے حصول میں شب و روز جدوجہد کرتے رہے تھے یقیناً نہایت عجیب اور مضحکہ خیز سمجھا جائے گا۔ اس لئے کہ متحدہ ہند میں انگریزوں کے تسلط سے لے کر تقسیم تک ہمارے رہنماؤں اور مصلحین کی کوشش یہی رہی کہ انگریزی علوم کے ساتھ انگریزی ثقافت کو اپنانا چاہیئے تاکہ ہم ترقی یافتہ سمجھے جائیں، اور پاکستان بنانے کے بعد برابر آج تک عملی طور پر ہم اسی شاہراہ پر گامزن رہے ہیں۔

اور اب نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ ہم اپنے دینی دائرے سے اپنے کردار میں دُور اور بہت دُور جا پڑے ہیں اور ہماری جانشینی کا دم بھرنے والے اس دائرے سے مزید دُور ہوتے جا رہے ہیں۔ علوم و فنون میں ترقی تو کجا روز افزوں تنزل ہے، اور جب زندگی کے شعبوں میں ہم کسی طرح بھی دوسری متمدن اقوام کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو بجا طور پر ہم یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ ہم غلط راستے پر

چلے جارہے ہیں، منزل سے بے خبر رہ کر خود ہم نے اپنے ہونے والے جانشینوں کو بھی اُس سے دُور پھینک دیا ہے۔

اب بھی اگر ہم اپنے اخلاق وکردار کو اسلامی بنالیں اور اپنے خالق پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے اسلاف کے کارناموں پر کچھ بھی اضافہ کرنا چاہیں، اور خلوص وتن دہی سے آج کے علوم کو بخوبی اپنالیں اور ان سے اپنی اغراض کے حصول کی بجائے اپنے لوگوں، اپنے ملک اور اپنے دوستوں کی بہبودی اور خدمت کے لئے اپنی جد وجہد کو صرف کریں تو یقیناً ہم ترقی کی شاہراہ پہ آج بھی گامزن ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمارا ایمان اور ہمارا دین کسی حال میں بھی خود غرضی، استحصال، چور بازاری اور عیش وتنعم کی اجازت نہیں دیتا، اور جب تک ہم ان سے باز نہیں رہتے، ہمارے اچھے اعمال اور ہماری عبادت وریاضت کسی کام نہیں آسکتی۔

بحمداللہ سالِ رواں کے آغاز سے ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کا ایک نیا دَور شروع ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ ادارہ اپنی خدمات زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کی سعی میں پہلے سے زیادہ سرگرم عمل ہے، چاروں دینی، علمی اور تحقیقی مجلّے باقاعدگی کے ساتھ قارئین کرام تک پہنچ رہے ہیں، اور ذراسی تاخیر پر تقاضے کے خطوط ہر طرف سے موصول ہونے لگتے ہیں۔

ادارے کا سہ ماہی رسالہ "اسلامک اسٹڈیز" وقت کی پابندی کے ساتھ اپنی معیاری روایت کو قائم رکھتے ہوئے اشاعت پذیر ہے، اب یہ رسالہ ادارے کے 'مونو ٹائپ پریس' میں اپنی تحقیقی خصوصیات کے ساتھ زیور طباعت سے آراستہ ہو رہا ہے، واقعہ یہ ہے کہ پاکستان میں اس انگریزی سہ ماہی کی ایک خاص حیثیت ہے اور اس کے علمی مقالے اپنے موضوع کے لحاظ سے اہل علم کے لئے بڑی کشش رکھتے ہیں۔ امریکہ اور یورپ کی درس گاہوں نیز السنۂ شرقیہ کے مرکزوں میں اس کی مانگ برابر جاری ہے، اس کے سابقہ شماروں کی طلب اس قدر بڑھ گئی ہے کہ ان کے دوبارہ طبع کرانے کا مسئلہ درپیش ہے۔

عربی سہ ماہی رسالہ الدراسات الاسلامیۃ اپنی نوعیت کا واحد معیاری مجلّہ ہے، ممالک عربیہ کے علمی ادارے اس مجلّہ کے تبادلے میں اپنے جرائد زیادہ سے زیادہ ارسال کرنے لگے ہیں، عرب، شام،

عراق، لبنان، مصر، لیبیا، سوڈان، مراکش اور نائیجیریا وغیرہ میں اس کے شمارے شوق سے پڑھے جاتے ہیں۔ اُردو ماہنامہ 'فکر و نظر' نیز بنگلہ 'سندھان' بھی ہر ماہ اپنے اپنے حلقوں میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں پہنچ رہے ہیں۔

ان رسائل کے علاوہ حسبِ ذیل تحقیقی منصوبوں پر ادارے کے محققین مواد فراہم کر رہے ہیں اور اپنے نتائج کو سپردِ قلم کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

اسلام سے قبل سرزمین عرب کے اقتصادی و معاشرتی حالات کے تجزیہ میں تین چار حضرات کی مساعی شامل ہیں، قدیم عرب قبائل کی تجارتی سرگرمیوں اور ان کے صنعتی کارناموں پر چند مقالات تحریر کئے جا چکے ہیں، اور ان کے انتظامی اور عدل گستری کے حقائق کی چھان بین جاری ہے۔

اٹھارہویں صدی کے آغاز سے اصلاحی تحریکوں کا ظہور براعظم ایشیا و افریقہ کے مختلف اسلامی حلقوں میں رونما ہوا، ان اصلاحی تحریکوں کے خدوخال جُدا جُدا تھے، دو نامور محققین کی سرکردگی میں چند اہلِ علم کی وساطت سے ان تحریکوں کا ناقدانہ جائزہ لیا جا رہا ہے، اور علامہ ابن تیمیہؒ، شاہ ولی اللہؒ، سید جمال الدین افغانی، مفتی عبدہٗ مصری، شیخ سنوسی، سر سید احمد، مشرق و مغرب کی مسیحی اور فولانی تحریکات کے ساتھ ساتھ مختلف نامور ہستیوں کے افکار و اصلاحات علمی حیثیت سے معرضِ تحریر میں لائے جا رہے ہیں۔

اسلامی قوانین کے مآخذ و مصادر کی بحث و تمحیص میں قانون دان محققین کی ایک جماعت سرگرم عمل ہے، ان کا کام یہ بھی ہے کہ پاکستانی قوانین کا اسلامی قوانین سے مقابلہ کریں اور وزارتِ قانون سے منسلک مشاورتی کونسل کو اپنے نتائج سے آگاہ کریں۔

تعلیماتِ اسلام کے پیشِ نظر اقتصادی مسائل کی تحلیل و تجزیہ میں اسلام و اقتصادیات میں مہارت رکھنے والے اہلِ تحقیق سے مدد لی جا رہی ہے۔

ان علمی، تاریخی و مذہبی تحقیقات کے علاوہ ادارے کے چند حضرات قرونِ اولیٰ کے بعض نوادرات کی تحقیق و توضیح میں مصروف ہیں، چنانچہ قرآن پاک کی قدیم ترین تفسیر، مشہور تابعی مقاتل کی روایتوں کے مجموعہ کی اشاعت کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس تفسیری مجموعہ کے نسخے کی تصویر استنبول کے کتب خانے سے حاصل کی گئی ہے۔

مشہور محدث امام طحاوی کی نادر تصنیف اختلاف الفقہاء کے اجزاء، امام شافعی کی مشہور تالیف کتاب الاُم اور دوسری قدیم کتابوں کے ساتھ مقابلے کے بعد بالاقساط ادارے کے عربی مجلّہ میں شائع کئے جا رہے ہیں۔

دوسرے دو اُندلسی محدث و فقیہہ ابونصر داؤدی کی کتاب الاموال اور علّامہ ابوالولید باجی کی تصنیف اصولِ فقہ میں نایاب کتابیں ہیں، ان کے عربی متون کے ساتھ انگریزی ترجمے اور تعلیقات زیرِ ترتیب ہیں۔

یہ کارنامے انگریزی، عربی نیز اُردو زبانوں کی مطبوعہ کتابوں کے علاوہ ہیں۔ اس طرح یہ ادارہ اسلامی تعلیمات کو علمی اور تحقیقی طور پر اہلِ علم حضرات میں خاص طور پر اور اُمتِ مسلمہ میں عام طور پر پیش کرنے کی سعی میں مصروف ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ نئے وزیرِ اعظم اور نئی جمہوری حکومت اس علمی ادارے کو جس کی داغ بیل سابقہ حکومتوں نے رکھی، مزید ترقی کے مواقع فراہم کرے گی، تاکہ اسلامی تعلیمات کو سارے ملک میں صحیح طور پر عام کیا جا سکے، اور ملّتِ اسلامیہ کی صحیح ذہنی، عقلی و دینی تعلیم و تربیت برابر جاری رہے۔ وما علینا الا البلاغ۔